11

قومی اصلاح کے لئے عملی کوشش

(فرمودہ ۱۳- مارچ ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جلسہ سالانہ کے بعد سے برابر مجھے کھانسی کی تکلیف رہی ہے- کچھ دنوں جو باہر جاکر رہا ہوں اس سے بہت افاقہ ہوا ہے مگر چونکہ کلی طور پر ابھی آرام نہیں ہوا- اس سے ڈاکٹر صاحب نے لمبے خطبے یا لمبی تقریر سے روکا ہے- اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ شکایت جاتی رہی ہے اس وجہ سے میں آج کوئی لمبا خطبہ پڑھنے کے لئے تو کھڑا نہیں ہوا لیکن میں سمجھتا ہوں وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی ہر رنگ میں تنظیم کریں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ میں متواتر ایسے خطبات پڑھوں جو جماعت کی تنظیم اور نظام کے لئے مفید اور ضروری ہوں- میں نے جب سے خطبات پڑھنے شروع کئے ہیں اور حضرت خلیفہ اول کی زندگی سے ہی یہ سلسلہ شروع ہے کیونکہ ۱۹۱۰ء میں جب آپ گھوڑے سے گرے تو جمعہ پڑھانے کے لئے مجھے ہی مقرر فرمایا تھا- پس ان کی زندگی میں بھی قریباً تین سال تک میں ہی خطبات جمعہ پڑھتا رہا ہوں- سوائے ان چند ناغوں کے جو اس وجہ سے ہوئے کہ کبھی آپ کی طبیعت اچھی ہوئی تو آپ نے خود آکر پڑھا دیا یا اگر میں یہاں نہ ہوا تو کسی اور نے پڑھا دیا اور اس طرح قریباً بیس سال ہو گئے ہیں کہ میں جمعہ پڑھاتا ہوں- اس سارے عرصہ میں بالعموم میں نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ ایسا خطبہ پڑھوں جس سے پیش آمدہ حالات میں راہ نمائی ہو اور جو جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے مفید اور ضروری ہو- مگر میں دیکھتا ہوں صرف خطبات جب تک اسباب کی صورت میں اس کے ساتھ تعلیم نہ ہو . زیادہ مؤثر نہیں ہو سکتے- بے شک خطبہ سے انسان کے اندر جوش پیدا ہو جاتا ہے مگر وہ مدرسہ کی پڑھائی جیسا کام

نہیں دے سکتا کیونکہ انسان اسے بھول جاتا ہے اور ہر جمعہ کا خطبہ پچھلے جمعہ کے خطبہ کی پیدا کردہ رَو کو بہا کر لے جاتا ہے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ خطبہ بے اثر چیز ہے یا غیر مفید ہے کیونکہ روح پیدا کرنا درس و تدریس سے بھی ایک لحاظ سے زیادہ اہم کام ہے۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری قوموں کو ترقی کے بہت سے مواقع حاصل ہیں مگر چونکہ ان کے اندر روح نہیں اس واسطے وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔

پس جماعت کے اندر روح، جوش، ہمت اور تازگی پیدا کرنا بھی بہت اہم کام ہے اور یہ سوائے خطبہ کے ہو نہیں سکتا اس لئے میں یہ تو نہیں کہتا کہ خطبہ غیر مفید ہے بلکہ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ مکمل ذریعہ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اور ذرائع بھی اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تا اس سے پیدا شدہ جوش سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکے۔ خطبات بجلی پیدا کر دیتے ہیں۔ مگر جب تک بجلی سے لیمپ نہ روشن کئے جائیں، پنکھے نہ چلائے جائیں، مشینیں نہ چلائی جائیں اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس سال سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ جماعت کو عملی حصہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ میں نے اپنے زمانۂ خلافت میں نظارتیں قائم کی ہیں اور چونکہ جماعت میں ناظروں کی طرف توجہ کرنے کا مادہ بہت کم تھا اس لئے جب بھی کوئی معاملہ میرے پاس آتا میں یہی جواب دیتا کہ نظارت متعلقہ میں لے جاؤ کیونکہ میں دیکھتا تھا لوگ سارے کام خلیفہ سے ہی کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے بعض دفعہ یہ جانتے ہوئے کہ نقصان ہو رہا ہے اس نقصان کو برداشت کر لیا تا ایک نظام قائم ہو جائے اور جماعت میں تنظیم کی روح پیدا ہو سکے مگر اب چونکہ ایک حد تک تنظیم کا احساس جماعت میں پیدا ہو چکا ہے نظارتوں کو کام کا موقع دے کر میں جو مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا وہ ایک حد تک پورا ہو گیا ہے اور اب خدا کے فضل سے اس روح کے تباہ ہونے کا خطرہ باقی نہیں رہا اس لئے میں اب پہلے سے زیادہ براہ راست توجہ نظارتوں کے کام کی طرف دوں گا۔ اسی سلسلہ میں میرا منشاء ہے کہ قادیان اور اس کے اردگرد کے احمدیوں میں عملی طور پر اصلاح کا قدم اٹھایا جائے۔ یہ اصلاحی پروگرام تین طریق پر جاری کیا جا سکتا ہے۔ ایک طریق تو تبلیغ کا ہے یعنی جماعت کو مجبور کیا جائے کہ تبلیغ کرے اور اپنے اردگرد کے علاقہ یا حلقہ اثر میں کام کرنے کے لئے اپنے اوقات میں سے کچھ وقت تبلیغ کے لئے وقف کرے۔ اب صداقت احمدیت اس قدر روشن ہو چکی ہے کہ اگر اشدّ ترین دشمنوں کو بھی کریدا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ بھی دل میں قائل ہو چکے ہیں۔ بہت سے لوگ

اپنی مجالس میں جب سمجھتے ہیں کہ کوئی احمدی سننے والا نہیں. تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کی نجات احمدیت کی اشاعت سے ہی وابستہ ہے۔ سوائے ان چند ایک مولویوں کے جن کی روزی کا دارومدار ہی ہماری مخالفت پر ہے جن کے ایمان رزق سے باہر نہیں جاتے جنہیں خدا اور رسولؐ سے محبت نہیں بلکہ اپنی تنخواہ اور روٹی سے محبت ہے ایسے لوگوں کو چھوڑ کر باقی جو عام لوگ یا ایسے علماء جو کسی کے محتاج نہیں وہ باوجود مخالفت کے تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کی خدمت جو جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ کوئی اور نہیں کر سکتا اور یہ قبولِ صداقت کے لئے پہلا قدم ہوتا ہے جب لوگوں کے دلوں میں صداقت کا رعب قائم ہو جائے اور وہ خوبی کو تسلیم کرنے لگ جائیں تو پھر ان کے لئے ماننا آسان ہوتا ہے اور آگے قدم اٹھانا دوبھر نہیں ہوتا۔

پس ہمیں پہلا قدم یہ اٹھانا چاہئے کہ تبلیغ کے لحاظ سے ایسی نظیر قائم کردیں کہ باہر کے لوگ بھی اس طرف توجہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس کے متعلق پہلے بھی میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ اور پھر ایک پھیروچیچی میں پڑھا۔ وہ بھی چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور جو لوگ اخبار پڑھنے کے عادی ہیں انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ میرا منشاء ہے ہر احمدی سے سال میں کچھ عرصہ تبلیغ کا کام لیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو ابھی میں مستثنیٰ کرتا ہوں کیونکہ ان کے تبلیغ کرنے کے متعلق میں نے ابھی کوئی سکیم نہیں سوچی۔ ہاں مردوں کے متعلق میں سکیم تیار کر چکا ہوں جس کے ماتحت کوئی احمدی خواہ پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ ہو کچھ وقت تبلیغ کے لئے دے۔ میں نے عام اعلان کیا ہے کہ جماعت کے جو دوست خوشی سے تبلیغ کے لئے اپنا نام پیش کرنا چاہیں کریں لیکن قادیان کے لئے یہ صورت نہیں کہ جو اپنے نام لکھوائیں ان کے نام لکھے جائیں بلکہ یہاں کے تمام مردوں اور بالغ بچوں کے نام لکھ لئے جائیں۔ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کا یہ فرض ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ فہرست مکمل کرے۔ یہ نہیں کہ تحریک کی جائے کہ لوگ تبلیغ کے لئے اپنے نام لکھائیں بلکہ سب کے نام لکھ کر پھر اعلان کیا جائے کہ جو لوگ معذور ہوں وہ اپنے عُذرات پیش کرکے اپنے نام کٹوا سکتے ہیں۔ گویا یہ تبلیغ کے لئے جبری بھرتی ہے۔ مگر اس میں معقول معذوریوں اور مجبوریوں کا لحاظ رکھا جائے گا۔ مردم شماری سے پتہ لگا ہے کہ یہاں احمدیوں کی تعداد گذشتہ مردم شماری سے دوگنی سے بھی زیادہ ہے۔ گذشتہ مردم شماری میں ہماری تعداد ۲۴۰۰ لکھی گئی تھی اور اس سے دوگنی ۴۸۰۰ ہے مگر اس مردم شماری میں ۵۵۰۰ معلوم ہوئی ہے۔ گویا سوا دوگنی اور قادیان کے ارد گرد بھی کثرت سے احمدی ہیں اور اندازہ ہے کہ ایک ایک میل کے حلقہ کے احمدیوں کو اگر شامل کر لیا

جائے تو آٹھ ہزار احمدی ہوں گے۔ گذشتہ مردم شماری میں سارے پنجاب میں ہماری تعداد ۲۸۰۰۰ بتائی گئی تھی۔ بے شک یہ غلط ہے مگر سرکاری رپورٹ کو چونکہ سند سمجھا جاتا ہے اس لئے بیرونی ممالک میں اگر کسی نے ہمارا ذکر کیا تو اس رپورٹ کی بناء پر اتنی ہی تعداد بتائی۔ مگر میں سمجھتا ہوں اگر ٹھیک طرح سے مردم شماری کی جائے تو صرف ضلع گورداسپور میں ہی ہماری تعداد ۲۸۰۰۰ ہو گی۔ مگر مردم شماری میں ہمیشہ غلطی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس سال ننگل میں بھی جو یہاں سے بہت قریب ہے اور جہاں کثرت سے احمدی ہیں کئی سو احمدی درج ہونے سے رہ گئے اور اس قسم کی غلطیاں ہر جگہ ہوئی ہوں گی۔ اگر ان کا ازالہ کیا جاسکے تو صرف اسی ضلع میں ۲۸۰۰۰ احمدی ہوں گے۔ غرض اب لوگ اسے ایک عظیم الشان تحریک سمجھنے لگ گئے ہیں اور سمجھتے جاتے ہیں کہ اس سے پیچھے ہٹنا اسلام سے دشمنی ہے۔ اور جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو یہی وقت یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا[1] کا ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں کو یہ معلوم ہو تا جارہا ہے کہ اسلام کی زندگی اور موت کا سوال احمدیت سے وابستہ ہے تو نیک دل لوگ اس بزدلی کے لئے تیار نہیں ہو سکتے کہ اس قربانی میں شریک نہ ہوں جس کا اسلام اس وقت مطالبہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اردگرد کے حلقوں میں خدا کے فضل سے زبردست تحریک شروع ہو گئی ہے۔ اور ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ آج بہت سے لوگ بیعت کے لئے آئے ہیں۔ یہی وہ نظارہ ہے جو رسول کریم ﷺ نے یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کے موقع پر دیکھا تھا۔

میں نے ایک سکیم تیار کی ہے۔ اس کے ماتحت جماعت کے ہر ایک فرد سے جو قادیان میں رہتا ہے یا جو پاس کے کسی گاؤں سے اس کے لئے آمادگی ظاہر کرے ایک یا دو ہفتے تبلیغ کا کام لیا جائے گا۔ اس سکیم کے ماتحت ایک کمانڈر ہو گا اور دو اس کے نائب ہوں گے۔ ہر نائب کو پچاس مبلغ دیئے جائیں گے جو خواہ ہفتہ کے بعد چلے جائیں خواہ دو ہفتہ کے بعد لیکن برابر ایک معیّن عرصہ تک علاقہ ملکانا کی طرح ایک مبلغ ایک گاؤں میں موجود رہے گا۔ اور اس طرح سَو گاؤں میں یکدم تبلیغ ہوتی رہے گی۔ ایسا کرنے سے وہ ڈر بھی نکل جائے گا جو رشتہ داروں کی مخالفت کا لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ جب چاروں طرف تبلیغ ہو رہی ہو گی اور ہر طرف سے یہی آواز آئے گی کہ بات تو سچی ہے تو پھر رشتہ داروں کے ڈر کی وجہ سے لوگ نہیں رکیں گے۔ اس سکیم کو تجربہ کے بعد اور بھی وسعت دی جائے گی۔ حتیٰ کہ گورداسپور کے ضلع میں کوئی ایسا گاؤں نہ ہو گا جہاں کوئی احمدی مبلغ پندرہ روز نہ رہ آیا ہو۔ دوسری سکیم تعلیم و تربیت کے متعلق ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی

ہم نے کوئی زیادہ کوشش نہیں کی- سرکاری رپورٹ یہ ہے کہ پنجاب میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قوم سکھ ہے یعنی گیارہ فیصدی، ہندو سات فیصدی اور مسلمان چار فیصدی ہیں- مگر ہمارے اپنے اندازہ کے لحاظ سے احمدی خدا کے فضل سے اٹھارہ انیس فی صدی تعلیم یافتہ ہیں- گویا سب قوموں سے زیادہ تعلیم یافتہ احمدی ہیں- حالانکہ ابھی اس کے متعلق ہم نے پورا زور نہیں لگایا اور میں چاہتا ہوں قادیان اور اس کے اردگرد کا ہر احمدی خواہ وہ بوڑھا ہی ہو اور اس کی عمر ستر سال ہی کیوں نہ ہو مرنے سے پیشتر لکھنا پڑھنا ضرور سیکھ لے- اور یہ صورت بھی اسی قسم کی جبری بھرتی سے پیدا ہو سکتی ہے- یعنی ہر پڑھا لکھا احمدی وقت دے اور ہر گاؤں میں جاکر ان پڑھوں کو تعلیم دے- ایسے قواعد ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے تھوڑے دنوں میں ہی دستخط کرنا اور معمولی کتاب وغیرہ پڑھنا سکھایا جاسکتا ہے- اور جب اس قدر لکھنا پڑھنا آجائے تو پھر آگے خود بخود ترقی کی جاسکتی ہے- میں نے دیکھا ہے یہاں ایک میاں شادی خان صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے- پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تھے- بعد میں سیکرٹری کے دفتر میں کلرک ہو گئے تھے اور حافظ روشن علی صاحب کے خسر تھے- جب وہ یہاں آئے اور کوئی کام نہ ملا تو انہوں نے کہا چلو ثواب ہی حاصل کریں- اور وہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈیوڑھی پر بیٹھ گئے- کوئی باہر سے رقعہ وغیرہ لاتا تو اندر پہنچادیتے یا اندر سے کوئی پیغام آتا تو باہر پہنچادیتے- ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ انگریزی کی ابتدائی ریڈر (READER) لئے پڑھ رہے ہیں- میں ان دنوں ابھی بچہ ہی تھا- میں نے پوچھا آپ کیا پڑھتے ہیں کہنے لگے خالی بیٹھا رہتا ہوں خیال آیا کہ کچھ پڑھ ہی لوں- جو کوئی انگریزی دان وہاں آتا اس سے کچھ نہ کچھ پوچھ لیتے اور اسی طرح تھوڑے ہی دنوں میں وہ آٹھویں نویں جماعت تک کی انگریزی پڑھ گئے-

پس اگر کوشش کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بڑی عمر کے آدمی بھی پڑھنا لکھنا نہ سیکھ سکیں- زمینداروں کو اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے ہی کئی لوگ دھوکا دے جاتے ہیں- جو جی چاہے لکھ کر اس پر ان کا انگوٹھا لگوا لیتے ہیں- حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کیا لکھا ہے-

پس ہر ایک احمدی زمیندار کو اتنا ضرور سیکھ لینا چاہیئے کہ کوئی جھوٹے دستخط اس سے نہ کرا سکے- اور میرا خیال ہے قادیان کے رہنے والوں کے متعلق کوشش کی جائے کہ یہاں کے رہنے والے ہر ایک احمدی کو کچھ نہ کچھ عربی ضرور آجائے اس کے لئے خواہ ہفتہ میں ایک دن اسے پڑھایا جائے- مگر اتنا ضرور ہو کہ جب کبھی وہ باہر تبلیغ کے لئے جائے تو کوئی مُلّا اپنی عربی دانی سے

اسے نہ ڈرا سکے اور جب وہ اسے ڈرانے کے لئے عربی الفاظ کی خنجر نکالے تو یہ بھی اس کے مقابلہ میں اس سے زیادہ تیز تلوار استعمال کر سکے۔ اس کے لئے نظارت تعلیم و تربیت دعوۃ و تبلیغ کی مردم شماری سے فائدہ اٹھا سکتی ہے اور اسی کے اندر اخلاقی تعلیم اور درستگی اخلاق بھی شامل ہیں۔
تیسرا قدم جو میں چاہتا ہوں کہ اٹھایا جائے یہ ہے کہ جماعت میں کوئی نکمانہ رہے اور کوئی آدمی ایسا نہ ہو جو کمائی نہ کرتا ہو۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کچھ کماتا نہیں وہ کھاتا کہاں سے ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کئی لوگ ایسے ہیں جو قطعاً کوئی کمائی نہیں کر رہے اس لئے میں امور عامہ کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسی مردم شماری کرے جس میں ہر آدمی کا نام ہو اس کی قابلیت کہ وہ کیا کام جانتا ہے اور کیا کام کرتا ہے یا بیکار ہے تو تمام تفصیلات درج ہوں۔ خواہ مرد ہو یا بیوہ عورت سب کے متعلق یہ معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ خاوند والی عورت کے اخراجات کا کفیل تو اس کا خاوند ہوتا ہے مگر بیوہ کے گذارہ کی صورت معلوم کرنی ضروری ہے پس ہر بالغ مرد بیوہ عورت یا بن بیاہی جوان لڑکی کے متعلق یہ معلومات امور عامہ حاصل کرے۔ ناکارہ لوگ قوم کی گردن میں پتھر کی حیثیت رکھتے ہیں اور قوم کی ترقی میں ایک روک ہوتے ہیں۔ اگر انسان تھوڑا بہت بھی کام کرے تو وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور قوم کی ترقی میں بھی کسی حد تک ممد ہو سکتا ہے۔ اس طرح کی مردم شماری سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے ہاں کتنے پیشے جاننے والے لوگ ہیں۔ بعض موزوں آدمیوں کو تعاون سے مدد دی جاسکتی ہے۔ اگر کسی تاجر کی تجارت کسی وجہ سے تباہ ہو گئی ہو اور اس کے پاس سرمایہ نہ ہو تو اسے نقد روپیہ دینے سے اس کی عادت کے خراب ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اگر نقصان ہو گیا تو پھر بھی روپیہ مل سکتا ہے لیکن اگر اسے تعاون کے ذریعہ مدد دی جائے تو وہ سنبھل جاتا ہے۔ بمبئی کے بوہرے اسی طرح کرتے ہیں اگر ان میں سے کسی کی تجارت کو نقصان پہنچ جائے تو سارے مل کر ایک چیز کی تجارت اس کے حوالے کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ فیصلہ کر دیں گے کہ دیا سلائی کی ڈبیہ سوائے فلاں کے کوئی نہ بیچے اور جب کوئی گاہک ان کے پاس آئے تو اس کی دکان پر بھیج دیتے ہیں۔ اور اس طرح[4] ایک مہینہ کے اندر اندر وہ کافی سرمایہ جمع کر کے پھر ترقی کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہماری جماعت کے کسی تاجر کا نقصان ہو جائے تو بجائے اس کے کہ سلسلہ کے روپیہ سے اسے مدد دی جائے ایسا انتظام کر دیا جائے کہ وہ خود بخود اپنے آپ کو سنبھال سکے۔ اسے کہہ دیا جائے جو کچھ تمہارے پاس ہے اس سے فلاں چیز کا کاروبار شروع کر دو۔ یا اگر کچھ بھی نہیں تو تمہیں ادھار سودا لے دیتے ہیں اور تم

مثلاً آٹا فروخت کیا کرو ادھر سب سے کہہ دیا جائے کہ پندرہ روز تک آٹا اسی سے خریدیں۔ اور کوئی دکاندار آٹا فروخت نہ کرے۔ اسی طرح دوسرے دکانداروں کو اگرچہ گاہکوں سے چھٹی مل جائے گی مگر ان کا آٹا پھر بھی فروخت ہوتا رہے گا کیونکہ بیچنے والا انہیں سے لے کر بیچے گا۔ اور آٹا اگر انیس[19] سیر کا بکتا ہے تو وہ پندرہ دن تک ساڑھے اٹھارہ سیر بیچے۔ اور اس طرح ہر روپیہ . آدھ سیر کی بچت سے پندرہ روز میں اسے کافی سرمایہ مل جائے گا۔ اور یہ عملی قدم اٹھا کر کمزوروں کو بھی آگے بڑھایا جاسکتا ہے اور پھر جو کام نہیں جانتے انہیں کوئی مفید پیشہ سکھایا جاسکتا ہے اور جن کے پاس کوئی کام نہیں ان کے لئے کام کا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ پس میں ان نظارتوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ اگلے جمعہ تک یہ مردم شماری مکمل کر دیں۔ مردم شماری کے دنوں میں گورنمنٹ بھی جبراً لوگوں کو اس کام پر لگا سکتی ہے اور اگر کوئی انکار کرے تو سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ پس میں بھی ان ناظروں کو حق دیتا ہوں کہ جسے چاہیں اپنی مدد کے لئے پکڑ لیں۔ کسی کو انکار کا حق نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو میرے پاس اس کی رپورٹ کریں لیکن یہ ان کا ضروری فرض ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ مکمل کر دیں اور اس کے لئے ہر آدمی سے سوائے اس کے کہ پہلے اسے دوسرا ناظر لے چکا ہو کوئی خواہ کارکن ہو یا غیر کارکن، تاجر ہو یا صنعت پیشہ امداد لیں۔ گورنمنٹ سارے ہندوستان میں ایک دن میں مردم شماری مکمل کر دیتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی گھروں پر نشان لگا کر چند گھنٹوں میں مردم شماری کر لی جائے۔ اور پھر اعلان کر دیا جائے کہ جو شخص تبلیغ کے لئے وقت دینے میں کوئی عُذر رکھتا ہو وہ پیش کرے۔

میرا منشاء ہے کہ اب جو صرف سلسلہ کی طرف سے مالی امداد دی جاتی ہے . آئندہ اس کا سلسلہ بند کر دیا جائے اور یہ شرط کر دی جائے کہ جو کوئی جتنی امداد طلب کرے اتنا خود بھی کمائے مثلاً ایک مستحق شخص اگر پانچ روپے طلب کرتا ہے تو ہم اسے کہیں ہم پانچ روپے تو دیتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اتنی ہی کمائی تم خود بھی کرو۔ اس طرح تمہارے پاس دس روپے ہو جائیں گے اور تم خود آرام پاؤ گے۔ غرض یہ کہ کوشش کی جائے کہ کوئی شخص نکمانہ ہو اور اپنے لئے . اپنے خاندان کے لئے بلکہ دنیا کے لئے مفید ثابت ہو۔ صحابہ کرام میں کام کرنا کوئی عیب نہ تھا۔ حضرت علیؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے۔ مکہ کے رؤوساء میں سے تھے اور معزز ترین خاندان کے فرد تھے۔ مگر باوجود اس کے جب آپ پہلے پہل مدینہ میں گئے تو دیگر صحابہ کے ساتھ گھاس کاٹ کر بیچا کرتے تھے۔[2] مگر کیا آج کوئی معمولی زمیندار بھی ہے جو ایسا کرنے کے لئے تیار ہو۔ وہ بھوکا مرنا پسند کرے

گا مگر رسول کریم ﷺ کے بھائی مکہ کے رئیس اور اعلیٰ خاندان کے فرد حضرت علیؓ نے یہ کام کیا۔ اور اصل اسلامی روح یہی ہے کہ کوئی شخص نکمّا نہ ہو۔ چاہے علمی کام کرے جیسے مدرس مبلغ وغیرہ۔ اور چاہے ہاتھ سے کام کرے جیسے لوہار ترکھان جولاہا وغیرہ پیشے ہیں۔ دراصل کوئی پیشہ ذلیل نہیں ہندوستانیوں نے اپنی بیوقوفی سے بعض پیشوں کو ذلیل قرار دے دیا اور پھر خود ذلیل ہو گئے۔ انگریز آج کس وجہ سے ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو فن بافندگی ہی ان کی اس عظمت اور شوکت کا موجب ہے۔ مگر ہم یہ کہہ کر کہ جولاہے کا کام ذلیل ہے خود محکوم اور ذلیل ہو گئے۔ پس ہاتھ سے کام کرنا ذلیل فعل نہیں ذلیل کام صرف وہ ہیں جو کمینہ ہیں۔ مثلاً کنچنی کا پیشہ یا گانے والی رنڈیاں' ایکٹر' میراثی یا ڈوم وغیرہ۔ باقی اگر کوئی نائی ہے اور محنت کرتا ہے تو وہ ذلیل کیوں ہو گیا۔ وہ اس سے زیادہ شریف ہے جو کسی اعلیٰ قوم سے تعلق رکھنے کے باوجود محنت نہیں کرتا اور نکمّا ہے۔ اگر کوئی جولاہا ہے تو وہ دوسروں کے ننگ ڈھانکتا ہے وہ خود کس طرح ذلیل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح لوہار ترکھان کے پیشے بھی ذلیل نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی ہل کو پکڑ کر جانوروں کے پیچھے ٹخ ٹخ کرتا پھرے تو معزز ہو لیکن اگر ہتھوڑا چلائے تو ذلیل ہو جائے یا اگر کوئی دفتر میں کام کرے تو معزز ہو لیکن اگر کپڑا بُنے تو ذلیل ہو جائے۔ یہ عجیب قسم کی ذلت اور عزت ہے۔ جب وہی دماغ ۔وہی جسم ہے تو پیشہ اختیار کر لینے سے ذلیل کیوں ہو گیا۔ ایک شخص اگر نکمّا بیٹھا رہے لوگوں کا صدقہ کھائے اور مانگتا رہے تو وہ معزز ہو لیکن اگر کوئی کھڈی پر کپڑا بُنے تو وہ ذلیل ہو جائے۔ یہ عجیب قسم کی ذلت اور عزت ہے جسے کوئی بیوقوف ہی سمجھے گا ہماری عقل میں تو یہ آتی نہیں۔ پس ہماری جماعت میں احساس ہونا چاہئے کہ محنت کرنا بُرا نہیں اپنے لئے' اپنے خاندان کے لئے' اپنی قوم کے لئے' دین کے لئے اور خدا کے لئے کوئی کام کرنا ذلّت کا موجب نہیں بلکہ اسی میں عزت ہے۔ اس لئے جو لوگ کوئی نہ کوئی کام کر سکتے ہیں وہ ضرور کریں اور ہر حال میں مفید بننے کی کوشش کریں۔ میری غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کے تمام افراد دین اور دنیا کے لئے مفید بنیں۔ پس تینوں نظارتیں اگلے جمعہ تک تمام تفصیلات بہم پہنچائیں۔ ناظر اعلیٰ بحیثیت افسران سب کے کام کے لئے جواب دہ ہوں گے۔ اور اسی طرح صدر انجمن ذمہ دار ہو گی کہ یہ نظارتیں اگلے جمعہ تک یہ کام ختم کر دیں۔ اور میں تمام جماعت سے امید کرتا ہوں کہ وہ تعاون کرے گی اور نظارتوں کا ہاتھ بٹائے گی۔

میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ توفیق عطا فرمائے کہ ہمارا وجود اس غرض کو پورا کرنے

والا ہو جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم دینی لحاظ سے بھی اور دنیوی لحاظ سے بھی ترقی کرنے والے ہوں اور ہمارا ہر قدم ہمیں ترقی کی طرف لے جائے

(الفضل ۱۹۔ مارچ ۱۹۳۱ء)

۱؎ النصر: ۳

۲؎ بخاری کتاب المساقاۃ باب بیع الحطب والکلاء